ابن الحنفیہؒ

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب، استاذ ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی)

(۳)

عبدالملک کو جب معلوم ہوا کہ ابن الحنفیہؒ کے ساتھ کئی ہزار آدمی ہیں اور ایلہ کے لوگوں میں ان کی مقبولیت روز افزوں ہے تو ان کے دل میں اندیشے سرگوشیاں کرنے لگے، ان کے مشیروں کی رائے ہوئی کہ اگر ابن الحنفیہ شام میں رہیں تو بیعت کرکے رہیں ورنہ حجاز واپس چلے جائیں، بغیر بیعت ان کا قیام خطرہ کا باعث تھا۔ عبدالملک نے ابن الحنفیہؒ کو یہ مراسلہ بھیجا:-

تم میرے ملک میں آئے اور ایک دور افتادہ الگ تھلگ (بیچ میں) ٹھہرے، جیسا کہ تم جانتے ہو میری ابن زبیر سے لڑائی ہو رہی ہے، تم سربرآوردہ اور ذی رتبہ آدمی ہو، مصلحت اسی میں ہے کہ تم اس وقت تک یری عملداری میں قیام نہ کرو جب تک بیعت نہ کر لو، اگر تم نے بیعت کر لی، تو سو کشتیاں جو قلزم سے ئی ہیں اور ان میں جو کچھ ہے تمہاری نظر کرتا ہوں، اس کے علاوہ تم کو مزید بیس لاکھ درہم دوں گا ان ـسے پندرہ لاکھ بلا تاخیر، باقی پانچ لاکھ اسی سالانہ وظیفہ کے ساتھ ادا کر دوں گا جو تم اپنے بچوں، بنے رشتہ داروں اور موالی و متبعین کے لئے مجھ سے لینا پسند کرو گے۔ اگر تم بیعت کے لئے تیار نہ ہو تو ری عملداری چھوڑ دو اور کسی ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں میری حکومت نہ ہو" (طبقات روایت ابوالطفیل)

اب سنئے ابن الحنفیہؒ کا جواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، محمد بن علی کی طرف سے عبدالملک بن مروان کو سلام علیک، اس معبود ماس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ خلافت کے بارے میں بہت عرصہ سے تم کو

میری رائے معلوم ہے اور میں اس رائے رکھنے والے کو احمق نہیں سمجھتا ہوں، خدا کی قسم اگر سارے مسلمان میری خلافت پر متفق ہو جائیں اور صرف شرار طبقہ متفق نہ ہو تو میں اپنا وفادار بنانے کے لئے نہ تو کبھی ان سے لڑوں اور نہ کبھی ان سے ترکِ موالاۃ کروں، مدینہ میں جو واقعات ہوئے (یزید کے خلاف بغاوت) ان سے الگ رہنے کے لئے میں مکہ چلا گیا اور ابن زبیر کے قرب میں رہا، انھوں نے میرے ساتھ بدسلوکی کی، اور چاہا کہ میں ان کی بیعت کروں، پر میں نے کہا بیعت اس وقت تک نہیں کروں گا، جب تک سب مسلمان تم کو یا ان کو خلیفہ تسلیم نہ کر لیں، پھر میں بھی ویسا ہی وفاداری کا عہد کروں گا اور میرا طرزِ عمل عام مسلمانوں کا سا ہوگا۔ پھر تم نے لکھا کہ میں تمہاری قلمرو میں آکر رہوں، میں آگیا اور تمہارے ملک کے ایک دور افتادہ الگ تھلگ حصہ میں مقیم ہوا، خدا گواہ ہے میرے دل میں مخالفت یا جھگڑے کا کوئی داعیہ نہیں ہے، میرے متعلقین میرے ساتھ آئے، ہم نے کہا' اس ملک میں چیزیں سستی ہیں، تم سے قریب رہیں گے اور تم سے مالی امداد حاصل کریں گے' اب تم یہ باتیں کہہ رہے ہو، ہم لوٹے جاتے ہیں۔" (طبقات روایت ابو الطفیل ۵/۷۹)

ابن الحنفیہؓ اور ان کے ساتھی جن کی تعداد سات ہزار تک بتائی جاتی ہے ایلہ سے چل دیئے۔ جب مدین پہنچے جہاں عراق اور حجاز کے راستے ملتے تھے تو ابن الحنفیہؓ نے بصرہ اور کوفہ سے آئے ہوئے لوگوں کو اپنے اپنے گھر جانے کی اجازت دیدی اور خود الگ تھلگ سو آدمیوں کے ساتھ مکہ سے باہر شعب علی میں اترے۔ دو تین دن گذرے تھے کہ ابن زبیر کے قاصدوں نے ان سے آکر کہا کہ تمھیں مکہ یا اس کے قرب وجوار میں رہنے کی اجازت نہیں ہے، فوراً چلے جاؤ۔ ابن عباسؓ جن سے ابن الحنفیہؓ کو کافی تقویت تھی اور جن کا ابن زبیرؓ کو خواہ مخواہ لحاظ کرنا پڑتا تھا، مر چکے تھے، اس کے علاوہ ابن الحنفیہؓ کے اکثر محافظ بھی عراق جا چکے تھے۔ انھوں نے مناسب سمجھا کہ سرزمین مکہ چھوڑ دیں۔ وہ تین پینتیس میل مشرق میں طائف چلے گئے۔ ذوالقعدہ ۷۲ھ میں عبدالملک کی طرف سے حجاج بن یوسف ابن زبیرؓ سے لڑنے آیا اور کئی ماہ مکہ کا محاصرہ کر کے ابن زبیرؓ کو شکست دی اور ان کی خلافت کا خاتمہ ہوا، جمادی الآخر ۷۳ھ میں مطلع صاف ہوگیا تو ابن الحنفیہؓ طائف سے لوٹے، حج کیا اور پھر شعب علی میں مقیم ہو گئے۔ (طبقات روایت ابو الطفیل ۵/...)

ہمارے مورخ بتلاتے ہیں کہ عبدالملک نے حجاج کو مکہ بھیجتے وقت تاکید کر دی تھی کہ ابن الحنفیہؓ سے

بالکل تعرض نہ کیا جائے اور کہا تھا کہ ابن الحنفیہؒ کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کا تمھیں اختیار نہیں ہے۔ ابن
زبیرؓ کی نو سالہ خلافت کے بعد مکہ اور مدینہ کے لوگوں نے عبدالملک کی بیعت کر لی، ان میں ابن عمرؓ بھی شامل تھے
بیعت کے بعد وہ ابن الحنفیہؒ سے ملے اور کہا: اب کیا انتظار ہے، بیعت کر لو"! ابن الحنفیہؒ نے یہ خط عبدالملک
کو لکھا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عبدالملک امیرالمومنین کی خدمت میں محمد بن علی کی طرف سے،
واضح ہو کہ جب میں نے دیکھا کہ خلافت کے معاملہ میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف ہے تو ان سے الگ ہو گیا
جب تم باجماعِ امت خلیفہ ہو گئے اور سب نے تمھاری بیعت کر لی تو میں نے بھی ایک مسلم فرد کی حیثیت سے تمھاری
وفاداری کا عہد لے لیا، میں نے تمھارے لئے حجاج کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے، اور اپنا عہدِ وفاداری ان کی
معرفت بھیج دیا ہے۔ اب جب کہ سارے مسلمانوں نے بالاتفاق تمھیں خلیفہ مان لیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ
تم میرے اور میرے متعلقین کی جان مال اور حقوق کی ضمانت کرو، اور ایک عہدنامہ لکھ دو کہ ہمارے ساتھ
کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی، غدر و بے وفائی بُری بلا ہے۔ اگر تم نے یہ ضمانت نہ دی تو خدا کا ملک بہت
بڑا ہے۔ میں کہیں اور چلا جاؤں گا"۔

عبدالملک نے اپنے مشیروں سے مشورہ کیا تو انھوں نے کہا کہ ابن الحنفیہؒ کی سیرت ہمیشہ صلح جو رہی ہے
ور اب جب کہ انھوں نے وفاداری کا عہد لے لیا ہے اگر آپ ان کو مطلوبہ ضمانت دے دیں تو کوئی مضائقہ نہیں
ہے۔ عبدالملک نے لکھا: — میں تمھاری سیرت اور طرزِ عمل کا قدردان ہوں، ابن زبیر کی نسبت تم مجھ کو زیادہ
نز ہو، اُن کی نسبت ہمارا پدری رشتہ تم سے زیادہ قریب کا ہے۔ میں اس بات کا عہد کرتا ہوں اور اللہ اور
ا کے رسول کی طرف سے یہ ضمانت دیتا ہوں کہ تمھارے یا تمھارے متعلقین کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ نہیں
ائے گا جو تم کو ناپسند ہو، تم مدینہ لوٹ جاؤ یا جہاں چاہے رہو، میں جب تک زندہ ہوں، برابر تمھاری مالی
ر تا رہوں گا"۔ (طبقات روایت واقدی $\frac{۵}{۸۲}$)

اس کے ساتھ عبدالملک نے ایک فرمان اپنے گورنرِ حجاز حجاج کو لکھا کہ ابن الحنفیہؒ کے ساتھ کوئی
ی نہ ہو اور ان کا پورا احترام کیا جائے۔ اس کی خاطر کوئی دس برس پردیس میں رہنے کے بعد ابن الحنفیہؒ
ٹ آئے اور بقیع میں اپنے لئے ایک اچھا سا مکان بنا کر آرام سے رہنے لگے۔ کئی برس بعد جب ان کی

مالی حالت خراب ہوگئی تو انھوں نے عبدالملک کو لکھا کہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ عبدالملک نے اجازت دیدی اور ابن الحنفیہؒ ۷۸ھ میں دمشق پہنچے۔ عبدالملک ان کی آمد سے بہت خوش ہوئے۔ اپنے محل کے قریب دوسرے محل میں ٹھہرایا، اور ان کی اور ان کے ساتھیوں کی خوب خاطر مدارات کی۔ عبدالملک سے اکثر دربار میں ملنے جاتے۔ عبدالملک التفات خاص سے پیش آتے۔ کبھی ابن الحنفیہؒ دربار میں دیر تک بیٹھتے اور کبھی مراسم آداب کے بعد لوٹ جاتے۔ انھیں آئے جب تین چار ہفتے گذر گئے تو انھوں نے عبدالملک سے تنہائی میں ملاقات کی اور مالی حالت کی خرابی اور قرض و دام کا تذکرہ کیا۔ عبدالملک نے سب قرضہ ادا کرنے کا وعدہ کرلیا، اور پوچھا تمھارے سالانہ خرچ کے لئے کتنے روپے کی ضرورت ہے۔ ابن الحنفیہؒ نے ایک گوشوارہ تیار کیا جس میں اپنے، اپنے بچوں، اپنے موالی اور حاشیہ نشینوں کے سالانہ مالی ضروریات کی تفصیل تھی۔ عبدالملک نے ان کے اور ان کے بچوں کے وظیفے مقرر کردئیے لیکن موالی کو وظیفے دینے میں ان کو تامل ہوا، بہت بڑی رقم کا سوال تھا، ابن الحنفیہؒ نے اصرار کیا، عبدالملک نے ان کے وظیفے بھی مان لئے لیکن مقررہ رقم سے کم، ابن الحنفیہؒ نے پھر زور ڈالا، عبدالملک کو آخر ان کی خواہش پوری کرنا پڑی۔ ابن الحنفیہؒ اپنے سارے مطالبات منوا کر مدینہ آگئے اور ڈھائی تین سال بعد ۸۱ھ میں نفس مطمئنہ لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

آئیے اب سنئے ابن الحنفیہؒ کا وہ مشورہ جو انھوں نے اہل بیت کے ایک ہوا خواہ کو دیا:

ایک شخص اُن کے پاس آیا اور کہا کہ چونکہ آپ کے خاندان کو رسول اللہ سے قربت ہے، میں اس سے عقیدت رکھتا ہوں۔ آپ کی محبت میں ہوا خواہانِ اہل بیت اور منجملہ ان کے میں نے جو کلفتیں اٹھائی ہیں ان سے عاجز آکر میں نے ارادہ کیا ہے کہ کسی جنگل میں نکل جاؤں اور باقی دن عبادت میں گذار دوں اور کبھی دل چاہتا ہے کہ خارجیوں کے ساتھ ہوکر حکمرانوں (بنو امیہ) سے لڑوں۔ اس باب میں اہل بیت کی صواب دید کا مجھے علم نہ تھا اس لئے میں نے یہ اقدام ملتوی رکھا ہے اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ تاکہ آپ کی رائے معلوم کروں اور آپکے مشورہ کے مطابق عمل کروں"۔

ابن الحنفیہؒ: "تمھیں ایسی باتیں نہیں سوچنا چاہئیے۔ ان سے تمھارے نام کو بٹہ لگے گا اور تمھارے مفاد کو نقصان پہنچے گا، تمھیں چاہئیے کہ تعلیم قرآن کے مطابق عمل کرو، تمھارے بزرگوں نے اسی سے ہدایت پائی ہے

اور ان کے بعد آنے والے بھی اسی سے ہدایت پائیں گے۔ ایمان کی قسم اگر تم ستائے گئے ہو تو تم سے بہتر لوگ بھی ستائے گئے ہیں۔ تم نے کہا کہ اگر اہل بیت کا موقف مجھ پر مخفی نہ ہوتا تو میں کسی جنگل میں نکل جاتا اور باقی عمر خدا کی عبادت میں گذار دیتا، اور سب لوگوں سے بے تعلق ہو جاتا، تو میری رائے ہے کہ تم ایسا نہ کرنا کیونکہ یہ بدعت رہبانی ہے۔ میری جان کی قسم اہل بیت کا موقف اس سورج سے زیادہ واضح اور روشن ہے۔ تم نے کہا کہ کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ خوارج کے ساتھ ہو کر اپنے حاکموں سے لڑوں، تو تم یہ بھی نہ کرو، امت محمد کا ساتھ نہ چھوڑو۔ ان لوگوں (بنو امیہ) کی نقصان رسانی سے تقیہ کے ذریعہ بچتے رہو۔ اس شخص نے پوچھا "تقیہ" کے کیا معنی ہیں تو ابن الحنفیہؓ نے کہا: جب وہ دعوت دیں (بیعت یا ملاقات کی) تو تم ان کی دعوت قبول کر لو اس طرح تمہاری جان اور دین کو خدا محفوظ رکھے گا اور تم اس دولت سے بھی متمتع ہوتے رہو گے جس کے تم زیادہ حق دار ہو۔" (طبقات ۵/۶۹-۷۰)

ابن الحنفیہؓ کی صلح جوئی، امن پسندی اور حکومت و خلافت کے معاملہ میں استغنار کی مذکورہ تفصیلات ...ھ کر یہ خیال ہو سکتا ہے کہ وہ ایک تارک الدنیا اور عابد و زاہد آدمی ہوں گے اور یہ واقعہ ہے کہ بعد کے لوگوں نے ان کو ولی، مہدی، غیب دان اور اسی قسم کے لقب دیئے بھی ہیں۔ لیکن وہ نہ تارک الدنیا تھے، نہ فنافی العبادۃ ... ایک عملی انسان تھے۔ حکومت و خلافت سے ان کو نفرت نہ تھی، لیکن اس کے حصول کے لئے وہ تلوار اٹھانا ...عظیم سمجھتے تھے، ہم نے اوپر پڑھا کہ ان کا عقیدہ تھا کہ اگر ساری دنیا کی حکومت مجھے ایک مسلمان کا خون بہا...تی ہو تو میں نہ لوں" وہ ہر اس حکومت سے تعاون کرتے جس کو مسلمانوں کا اعتماد حاصل ہوتا خواہ اس کو ...نے والے ہر لحاظ سے صالح نہ ہوتے۔ وہ ہر اس تحریک سے کٹتے جو مسلمانوں میں تفرقہ اور انتشار پیدا ...۔ ان کو حکومت حاصل نہ ہوئی پھر بھی انھوں نے بڑی عزت اور آرام سے زندگی گذاری اور سب ...بات یہ ہے کہ ان کو وہ انمول نعمت جس کو "نفس مطمئنہ" کہتے ہیں بخوبی حاصل تھی، حکمران طبقہ میں وہ بہت ...ید تھے۔ کنبہ بڑا تھا اور ان کے موالی، غلاموں اور حاشیہ نشینوں کی تعداد بھی کافی تھی۔ معتقدین تحفے تحائف دیتے اور دمشق کی سرکار فیاضی سے مالی مدد کرتی۔ معاشی آسودگی میسر تھی، کھانے پینے ... آمدنی کے مطابق تھا: طبقات ابن سعد کی متعدد روایتیں بتاتی ہیں کہ ساٹن اور دوسرے قیمتی کپڑوں کا

لباس پہنتے تھے، داڑھی رنگتے، سرمہ لگاتے اور مختلف رنگ کے عمامے باندھتے تھے، طبقات کا مصنف رجال کے تذکرے میں تین باتوں کا التزام سے ذکر کرتا ہے: لباس، داڑھی کے رنگنے یا نہ رنگنے کا، اور عبادت وریاضت کا۔ ابن الحنفیہؒ کے بیان میں ان کی کثرتِ نماز و روزہ کا ذکر نہ ہونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تشدّد فی الدین یا غلو فی العبادۃ کے بھی قائل نہ تھے کیونکہ انھوں نے دیکھا تھا کہ اس سے مذہبی رعونت پیدا ہوتی ہے جو نئے نئے فتنے اٹھاتی ہے اور مسلمانوں کے اتحاد کے ٹکڑے کرتی ہے۔ ان کے سامنے خوارج کی مثال موجود تھی جو کثرتِ عبادت وریاضت سے مذہبی انانیت اور نفسیاتی عدمِ توازن کا شکار ہو گئے تھے، وہ جنسی معاملات میں بھی معتدل تھے۔ اپنے عہد اور ماحول کے لحاظ سے وہ غیر معمولی روشن خیال یا یوں کہیے غیر معمولی جری فکر بھی تھے "یَعْرِفُوْنَ الرِّجَالَ بِالْحَقِّ وَلَا یَعْرِفُوْنَ الْحَقَّ بِالرِّجَالِ" کے خمیر سے ان کی ذہنی ساخت ہوئی تھی۔ ان کی جرأتِ فکر اس درجہ تھی کہ وہ اپنے بزرگوں پر بے لاگ تبصرہ کرتے تھے چند مثالیں سنئے: منذر ثوری: ۔ میں نے ابن الحنفیہ کو کہتے سنا کہ میں رسول اللہؐ کو چھوڑ کر کسی دوسرے مسلمان کی نہ تو نجات کی شہادت دے سکتا ہوں نہ اس بات کی کہ وہ جنت میں جائے گا، اپنے والد تک کے لئے نہیں جنھوں نے مجھے پیدا کیا ہے۔" (طبقات ۵/۹۴)

ابو یعلی: جب ابن الحنفیہ شعبِ علی میں فروکش تھے تو انھوں نے کہا: اگر میرے والد کے عہد میں یہ فتنہ (خلافت کا جھگڑا) ہوتا تو ان کے ٹھہرنے کی بھی یہی جگہ تھی۔ (طبقات ۵/۹۸)

محمد ازدی: ۔ ابن الحنفیہؒ نے کہا: لوگوں نے خدا کو چھوڑ دیا ہے اور دو عرب گھرانوں (بنو ہاشم اور بنو امیہ) کو اپنا معبود بنا لیا ہے"۔ ... طبقات ۵/۹۸ ۶/۳/۵۷

۱۸۵۷ء کے حالات سے متعلق

ایک نادر اور مستند و معتبر تاریخی دستاویز

۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ

قیمت صرف پچاس نئے پیسے